تحت اللفظ مرثیہ:۵

در حالِ حضرت امام حسینؑ

۱

خاتمِ مُہرِ نبوت کا نگینہ ہیں حسینؑ
نوحؑ بھی جس میں ہیں ساکن وہ سفینہ ہیں حسینؑ
تا ابد مرضیٔ خالق کا خزینہ ہیں حسینؑ
محسنِ امتِ سلطانِ مدینہ ہیں حسینؑ
مالکِ نار و جناں شافعِ محشر ہیں حسینؑ
ساقیٔ کوثر و تسنیم کے دلبر ہیں حسینؑ

۲

ناز پروردۂ آغوشِ رسالت ہیں حسینؑ
جانِ زہراؑ گلِ گلزارِ امامت ہیں حسینؑ
راحتِ قلبِ علیؑ فخرِ شرافت ہیں حسینؑ
حاملِ خُلقِ حسنؑ روحِ طہارت ہیں حسینؑ
طاہر و اطہر و پاکیزہ و معصوم ہیں یہ
خَلق میں آیۂ تطہیر کا مفہوم ہیں یہ

۳

جو ہوا مظہرِ آیاتِ الٰہی وہ حسینؑ
آج تک جس کی ہے ہر قلب پہ شاہی وہ حسینؑ
حق نے دی جس کی شہادت پہ گواہی وہ حسینؑ
کر گئے دین کی جو پشت پناہی وہ حسینؑ
راہِ معبود میں گھر بار لٹا کر جو گئے
مرضیٔ حق کے لئے سر کو کٹا کر جو گئے

۴

کر کے روشن جو گئے شمعِ ہدایت وہ حسینؑ
جو ہوئے کاشفِ اسرارِ حقیقت وہ حسینؑ
دے گئے دہر کو جو درسِ صداقت وہ حسینؑ
دین کی جن سے کہ باقی رہی عزت وہ حسینؑ
یہ نہ ہوتے تو نہ حق کا کوئی بندہ ہوتا
نقش اسلام کا یوں دل پہ نہ کندہ ہوتا

۵

جن کو فرمائیں نبیؐ لحمک لحمی وہ حسینؑ
جن کی اغیار بھی کرتے ہیں تاسّی وہ حسینؑ
جو ہیں افسانۂ اسلام کی سرخی وہ حسینؑ
ہر زباں پر ہے رواں جن کی کہانی وہ حسینؑ
تا ابد ہو گئے جو محسنِ عالم وہ حسینؑ
ذرّہ ذرّہ میں بپا جن کا ہے ماتم وہ حسینؑ

۶

جو کہ زینت دہِ گلزارِ جناں ہیں وہ حسینؑ
دینِ معبود کی جو روحِ رواں ہیں وہ حسینؑ
جو نہاں ہو کے بھی عالم میں عیاں ہیں وہ حسینؑ
نگہِ عشق میں جو جانِ جہاں ہیں وہ حسینؑ
جن پر اللہ کو ہے ناز وہ پیارے ہیں حسینؑ
اہلِ دل کی یہ صدا ہے کہ ہمارے ہیں حسینؑ

۷

جو کہ آدمؑ سے ہیں رتبہ میں فزوں تر وہ حسینؑ
جو کہ ہیں تاجِ سرِ عرش کا گوہر وہ حسینؑ
جن سے روشن ہوئے مہر و مہ و اختر وہ حسینؑ
جن کا احساں ہے سرِ دینِ پیمبرؐ وہ حسینؑ
ذات سے جن کی رسولِ دَوسَراؐ کو سمجھا
حق کے بندوں نے حقیقت میں خدا کو سمجھا

۸

ذی سخا ابرِ کرم بحرِ عطا ہیں تو یہ ہیں
رہبر و ہادی و دیں راہنما ہیں تو یہ ہیں
خلق میں محرمِ اسرارِ خدا ہیں تو یہ ہیں
انتہا یہ ہے کہ خالق کی رضا ہیں تو یہ ہیں
بے خطر جادۂ تسلیم کے مالک ہیں یہی
حکمِ اللہ سے کونین کے مالک ہیں یہی

۹

خلق میں خلقتِ آدمؑ سے مقدم ہیں یہی
نوحؑ اور خضرؑ کے بھی رہبرِ اعظم ہیں یہی
اصل میں باعثِ ایجاد دو عالم ہیں یہی
جن کی تکریم ہے واجب وہ مکرم ہیں یہی
کی عطا حق نے فرشتوں پہ فضیلت ان کو
تا ابد جو رہے بخشی وہ امامت ان کو

۱۰

تابعِ حکم ہیں غلماں ہوں کہ حورانِ جناں
ان کے دم سے ہوا سرسبز گلستانِ جناں
ان کو حق نے کیا سردارِ جوانانِ جناں
درحقیقت ہیں یہی روحِ جناں جانِ جناں
حق نے مختار کیا عزت و حرمت بخشیں
جس کو چاہیں اسے فردوس کی نعمت بخشیں

۱۱

چاہیں جس قطرے کو دم بھر میں وہ گوہر ہو جائے
نگہِ لطف سے ہر خار گلِ تر ہو جائے
مہر ذرہ پہ جو ہو مہر مُنَوَّر ہو جائے
فیض سے مورِ سلیماں کی برابر ہو جائے
پست بالا کو کریں پست کو بالا کر دیں
کرمِ خاص سے ادنیٰ کو یہ اعلیٰ کر دیں

۱۲

افتخارِ دوجہاں نازِ عجم فخرِ عرب
ذات وہ ذات کہ جو عالمِ امکاں کا سبب
ایسا دنیا میں ہوا کس کا حسب اور نسب
مثل جن کا نہیں واللہ وہ پائے جَد و اَب
یہی اول ہیں زمانہ میں یہی آخر ہیں
رجس کا جن میں نہیں نام یہ وہ طاہر ہیں

۱۳

اللہ اللہ شرف جس کا ہو یہ پیشِ خدا
امتِ جد نے اسے چین سے رہنے نہ دیا
گھر چھٹا دوست چھٹے آہ چھٹا سب کُنبا
لحد نانا کی چُھٹی مرقدِ زہراؑ چھوٹا
کوئی دنیا میں نہیں امن و اماں کی صورت
دیکھتے ہیں شہِ دیں پیر و جواں کی صورت

۱۴

رخ کیا جانبِ کعبہ صفتِ قبلہ نما
ساتھ کچھ اہل حرم چند عزیز و رفقا
گود میں بیبیوں کی طفل کئی ماہِ لقا
انتخابِ شہِ والا تھا بمرضئ خدا
تھا رواں قافلہ یوں حضرت شبیرؑ کے ساتھ
جیسے بے کس کی دعا جاتی ہے تاثیر کے ساتھ

۱۵

پہنچے کعبہ میں تو دیکھا کہ عجب ہے عالم
خونِ سادات کا پیاسا ہے ہر اک اہلِ ستم
مشورے ہیں کہ یہاں رہنے نہ پائیں کوئی دم
حج کو عمرے سے بدل کر چلے سلطانِ امم
تھی یہی فکر کہ اسلام کی توہین نہ ہو
گھر خدا کا ہے مرے خون سے رنگین نہ ہو

۱۶

خط پہ خط آئے تھے کوفہ سے جو پیہم صدہا
کہہ کے یا حافظ و ناصر ہوئے راہی مولاؑ
تھی یہی راہ میں ہر گام پہ خالق سے دعا
پہنچوں میں منزلِ مقصود پر اے بارِ خدا
رہوں ثابت قدم امداد سے تیری یارب
کبھی غافل نہ ہوں میں یاد سے تیری یارب

۱۷

صبر اور شکر سے ہر وقت مجھے کام رہے
دل میں ہو یاد تری لب پہ ترا نام رہے
ہر نفس خلق میں پیشِ نظر انجام رہے
میں رہوں یا نہ رہوں حشر تک اسلام رہے
جان اور مال تری راہ میں قرباں کردوں
جس طرح ہو تجھے خوش تاحدِ امکاں کردوں

۱۸

کھا کے پھل برچھی کا ہمشکل پیمبرؐ ہو شہید
تیر گردن پہ لگے اور علی اصغرؑ ہو شہید
ہوں فدا بھانجے عباسؑ دلاور ہو شہید
لاشہ پامال ہو اور قاسمؑ بے پر ہو شہید
تیری مرضی ہو تو ہر ناصر و یاور چھٹ جائے
دامنِ صبر نہ چھوٹے جو بھرا گھر لٹ جائے

۱۹

دشتِ غربت میں گھرے فوجوں میں تنہا شبیرؑ
سیر و سیراب ہوں دشمن رہے پیاسا شبیرؑ
لاکھ تیغوں میں کرے شکر کا سجدہ شبیرؑ
سیکڑوں حربے ہوں اعدا کے اکیلا شبیرؑ
جو گذر جائے مرے دل پہ میں ظاہر نہ کروں
جان قربان کروں بیعتِ کافر نہ کروں

۲۰

دل میں کہتے ہوئے جاتے تھے یہی شاہِ ہدا
ناگہاں کوفے سے اِک نامہ برآتے دیکھا
مڑ کے عباسؑ سے فرمایا کہ اے جانِ وفا
اس کو لے آؤ مرے پاس ذرا اے بھیا
جانتا ہوگا یہ کچھ بے کس و مغموم کا حال
اس سے معلوم کریں مسلمِ مظلومؑ کا حال

۲۱

سن کے یہ حکم بلا کر اسے لائے عباسؑ
جوڑے وہ دستِ ادب آیا جو شبیرؑ کے پاس
شہ نے فرمایا کہ کیا بات ہے تو کیوں ہے اداس
اس نے کی عرض بیاں کیا کروں اے عرش اساس
لایا ہوں مسلمِؑ بے کس کی سُنانی مولاؑ
کس زباں سے کہوں میں غم کی کہانی مولاؑ

۲۲

ہو گئے تھے ہَوَس و زر میں جو ظالم گمراہ
کی دغا آپ کے قاصد سے لعینوں نے یہ آہ
مکر سے گھیر کے اس شیر کو مارا واللہ
لاکھ دو لاکھ پہ بھاری تھا وہ خالق ہے گواہ
خوف سے فوجِ یزیدی کے پرے ٹوٹ گئے
ایک ہی حملے میں نامردوں کے جی چھوٹ گئے

۲۳

پیدلوں پر جو کیا حملہ گریزاں تھے سوار
رخ سواروں کی طرف جب کیا پیدل تھے فرار
واریوں کرتے تھے اک ہاتھ میں دو ہوتے تھے چار
الاماں کی تھی ہر اک سمت لعینوں میں پکار
حد ہوئی بہرِ کمک فوجوں پہ فوجیں آئیں
بحرِ طوفاں میں فنا ہونے کو موجیں آئیں

۲۴

حال بگڑا ہوا دیکھا جو ستمگاروں نے
مکر اس دم یہ کیا فوج کے سرداروں نے
چاہ خس پوش کیا راہ میں مکاروں نے
ناگہاں گل جو گرا گھیر لیا خاروں نے
وار ہونے لگے نامردوں کے مجبور ہوئے
ضعف طاری ہوا سب عضوِ بدن چور ہوئے

۲۵

قید کر کے انہیں لائے جو وہ پیشِ حاکم
تخت پر بیٹھا تھا نمرود کی صورت ظالم
گرد و پیش اس کے کھڑے تھے جو کئی سَو خادِم
بولے خوش کرنے کو اس کے یہ ہے کیسا مجرم
قید ہونے پہ بھی کچھ آپ کی تعظیم نہ کی
کیسا ناواقفِ آداب ہے تسلیم نہ کی

۲۶

سن کے یہ بات لرزنے لگا غازی کا بدن
سرخ غصے سے ہوا رنگِ رخِ تشنہ دہن
کہا اے ظالمو کیوں بکتے ہو بیہودہ سخن
کیا نہیں جانتے میں کون ہوں پابندِ محن
ہیں حسینؑ ابن علیؑ حاکم و آقا میرے
دشمنی ان سے ہے جن کو وہ ہیں اعدا میرے

۲۷

میں ہوں فرزندِ عقیلؑ اور وہ فرزندِ علیؑ
جانِ زہراؑ گلِ گلزار رسولِ عربیؐ
مرتبہ اُن کا ہے واللہ دو عالم پہ جلی
تم نے مجبور سمجھ کر مجھے یہ بات کہی
حق نے مختارِ جزو کُل انہیں فرمایا ہے
ان کی توصیف میں قرآنِ مبیں آیا ہے

۲۸

اُن سے اور بیعتِ فاسق کے طلبگار ہو تم
کیا خطا کی ہے جو یوں درپئے آزار ہو تم
رحم کچھ دل میں نہیں ظالم و غدّار ہو تم
دشمنِ حق ہو جہنم کے سزاوار ہو تم
یہ درشتی کے سخن اہلِ وفا کے آگے
حشر میں جاؤ گے کس منھ سے خدا کے آگے

۲۹

دیکھے ظالم نے جو اس شیر کے بگڑے تیور
حکم جلّادوں کو فوراً یہ دیا گھبرا کر
بام پر لے کے انہیں جاؤ نہ ہو دیر مگر
قتل میں ان کے ہو تعجیل یہی ہے بہتر
رحم واجب نہیں ان پر کہ گنہگار ہیں یہ
دلبرِ احمد مرسلؐ کے طرفدار ہیں یہ

۳۰

عرض میں کیا کروں بعد اس کے ہوا کیا مولا
قتل افسوس اُنہیں بام پہ لے جا کے کیا
تنِ بے سر کو ستمگر نے زمین پر پھینکا
کس زباں سے ہو بیاں ظلم پہ جو ظلم ہوا
قتلِ مظلوم کی خوشیاں تھیں ستمگاروں میں
کھینچے پھرتے تھے لاشے کو وہ بازاروں میں

۳۱

سن کے یہ شاہ نے دل تھام کے کھینچی ایک آہ
اور زباں سے کہا بے ساختہ انا للہ
ضبط ممکن نہ تھا روتے تھے حسینؑ ذی جاہ
بولے مارا گیا بھائی مرا بے جرم و گناہ
ہم پہ غربت میں فلک مائلِ بے داد ہوا
ہائے گھر خواہرِ عباسؑ کا برباد ہوا

۳۲

بین پر زوجۂ مسلمؑ کے عجب تھا عالم
کوئی تھا آہ بلب کوئی بچشمِ پرنم
خیمۂ شاہ میں ہر سمت بپا تھا ماتم
سب کے رونے پہ بُکا کرتے تھے سلطانِ امم
ہو کے بے تاب جو مسلمؑ کے پسر روتے تھے
سننے والوں کے جگر سینے میں شق ہوتے تھے

۳۳

دن گذر کر جو شب آئی تو وہ سب بعد صلوٰت
ہو گئے بسترِ راحت پہ ملی غم سے نجات
ختم القصہ ہوئی دشتِ مصیبت میں وہ رات
شاہ نے سوئے فلک دیکھ کے فرمائی یہ بات
صبح صادق ہے مرے مونس و غمخوار اٹھو
جلد ہونا ہے رواں عاشقِ غفار اٹھو

۳۴

سن کے یہ حکم اٹھے سارے عزیز و رفقا
آب موجود تھا مشکوں میں وضو سب نے کیا
دی مؤذن نے اذاں جب تو یہ سرور نے کہا
ہم کو رکھنا ہے یہ اعلان جہاں میں زندہ
ختم اقامت جو ہوئی سارے نمازی اٹھے
شہ کے ہمراہ بہ تعجیل وہ غازی اٹھے

۳۵

کی ادا سب نے جماعت سے نمازِ سحری
سجدۂ شکر سے فارغ ہوئے جس دم وہ جری
شہ نے فرمایا کہ تیار ہوں فوراً سفری
وہ چلیں ساتھ جو ہوں الفتِ دنیا سے بری
اب مجھے وعدۂ طفلی کو وفا کرنا ہے
دیکھیے ساتھ میں کس کس کو مرے مرنا ہے

۳۶

جس کو تشویش ذرا وہ یہیں سے پھر جائے
امتحاں سخت ہے اللہ تمہیں اس سے بچائے
جو مرے پیش نظر ہے تمہیں خالق نہ دکھائے
ساتھ میرے کوئی کیوں جان مصیبت میں پھنسائے
راہِ معبود میں سب گھر کو لٹانا ہے مجھے
دینِ حق کے لئے سر اپنا کٹانا ہے مجھے

۳۷

باخبر کر چکے انجام سے جب شاہِ ہدیٰؑ
جس کو چلنا تھا سفر کے لئے تیار ہوا
ہو چکیں بیبیاں اسوار تو سرور نے کہا
اب مناسب نہیں چلنے میں ہو تاخیر ذرا
دن ہیں گرمی کے سفر ہے کئی منزل باقی
طے بھی ہونے کو ہیں مرحلے مشکل باقی

۳۸

الغرض قافلہ راہی ہوا شہؑ کے ہمراہ
ہر قدم منزلِ مقصد تھی فقط پیشِ نگاہ
حکمِ سرور کو سمجھتا تھا ہر اک حکمِ الٰہ
تھا عیاں صورت وسیرت سے کہ ہیں عاشقِ شاہؑ
غیر بھی ساتھ تھے واللہ یگانوں کی طرح
ایک ہی رشتہ میں تسبیح کے دانوں کی طرح

۳۹

منزلیں کرتے ہوئے طے یوں ہی سب جاتے تھے
واقفِ حفظِ مراتب بادب جاتے تھے
بخوشی سہتے ہوئے رنج وتعب جاتے تھے
رہروِ راہِ رضا عاشقِ رب جاتے تھے
دور سے آتے ہوئے فوجِ گراں کو دیکھا
غور سے سب نے رخِ شاہِ زماں کو دیکھا

۴۰

شہ نے فرمایا کہ آنے دو انہیں فکر ہے کیا
وہی ہوتا ہے کہ جو ہوتا ہے منظورِ خدا
پہلے سمجھو تو کہ یہ دوست ہیں یا ہیں اعدا
بعد اس کے وہ کرو کام کہ جس میں ہو بھَلا
کچھ تعارض نہ کرو اِن سے اِنہیں آنے دو
اور جاتے ہوں کہیں یہ تو نکل جانے دو

۴۱

سن کے عباسؑ نے ارشادِ امامِ عالیؑ
بادب آ کے حضورِ شہِ دیںؑ عرض یہ کی
آپ کا حکم ہے گو حکمِ خدا ، حکمِ نبیؐ
دیکھوں کس دل سے میں ان ظالموں کی بے ادبی
گرد اڑاتے ہوئے آتے ہیں ذرا پاس نہیں
سامنے کون ہے اتنا انہیں احساس نہیں

۴۲

ہو اگر حکم تو روکے انہیں بڑھ کر یہ غلام
کس کی یہ فوج ہے کیا اس کے ہے سردار کا نام
ہو ٹھہرنا تو کریں ہم سے بہت دور مقام
ہو اگر جانا چلے جائیں بہ تعجیلِ تمام
ہم کسی طرح قریب ان کو نہ آنے دیں گے
راہ سے ہٹ کے جو جائیں گے تو جانے دیں گے

۴۳

عرض کرتے تھے ابھی شہ سے یہ عباس علیؑ
دیکھا کچھ دور پہ وہ فوج ستم موج رُکی
بڑھ کے اس شیر نے سردار کو آواز یہ دی
کیا ترا نام ہے کیوں غیر ہے حالت تیری
بولا وہ چشمِ عنایت کا طلبگار ہوں میں
حُر مرا نام ہے اس فوج کا سردار ہوں میں

۴۴

میں بھی ہوں فوج بھی ہے پیاس کی شدت سے تباہ
سانس کے ساتھ نکلتی ہے ہر اک قلب سے آہ
حال رہواروں کا یہ ہے کہ ہوئے ہیں بے راہ
لڑکھڑاتے ہیں قدم کام نہیں کرتی نگاہ
آپ اگر چاہیں تو مشکل مری آساں ہوجائے
زندگی کا ابھی کُل فوج کی ساماں ہوجائے

۴۵

سن کے یہ حرؔ ریاحی سے وہ صفدر آیا
حال جو دیکھا تھا سارا شہِ والا سے کہا
شہ نے فرمایا کہ کیا قصد ہے اے بحرِ وفا
اجر ہے پیاس بجھانے کا بہت پیشِ خدا
آؤ پانی اُنہیں سب مل کے پلا دیں بھائی
کرمِ ساقیٔ تسنیم دکھا دیں بھائی

۴۶

کہو سقّوں سے کہ مشکوں کو اٹھاؤ جلدی
چھاگلیں جتنی ہیں پُرآب منگاؤ جلدی
دیر اس وقت مناسب نہیں آؤ جلدی
جتنا یہ پی سکیں ان سب کو پلاؤ جلدی
جانور تک بھی کوئی رہنے نہ پائے پیاسا
گو کہ دشمن ہیں مگر ایک نہ جائے پیاسا

۴۷

سن کے ہر ایک نے یہ حکمِ شہنشاہِ امم
کہا آپس میں کہ حیرت ہے عجب حق کی قسم
اللہ اللہ یہ دشمن پہ بھی ہے لطف و کرم
ایسا انساں کوئی ہوگا نہ میانِ عالم
اپنے بچوں کا بھی غربت میں ذرا دھیان نہیں
شانِ خالق کی ہے واللہ یہ انسان نہیں

۴۸

الغرض لے کے بڑھے سارے عزیز و رُفقا
جس قدر آب تھا ہمراہِ شہنشاہِ ہُدا
فوجِ اعدا سے یہ عباسِ دلاورؑ نے کہا
آؤ جی بھر کے پیو اور کرو شکرِ خدا
حکمِ سرور ہے کوئی فوج میں پیاسا نہ رہے
جانور تک کو بھی اب پیاس کا شکوہ نہ رہے

۴۹

ساقیٔ کوثر و تسنیم کے پیارے ہیں حسینؑ
خلق میں حق کی مشیت کے اشارے ہیں حسینؑ
آج سے تم یہی سمجھو کہ ہمارے ہیں حسینؑ
دیکھو صحرا میں بھی دریا کے کنارے ہیں حسینؑ
دشتِ بے آب میں تم زیست کا حاصل سمجھو
بحرِ مواّجِ کرم کا اِنہیں ساحل سمجھو

۵۰

ختم ابھی ہونے نہ پایا تھا یہ غازی کا کلام
دم میں برہم ہوا اس فوج کے دستوں کا نظام
پانی پینے کے لئے ٹوٹ پڑی فوج تمام
جام بھر بھر کے پلانے لگے سب نیک انجام
ہر طرف شور تھا دیکھو کرمِ عام ہے یہ
جو تصور میں بھی آتا نہیں وہ کام ہے یہ

۵۱

سیر و سیراب ہوا جبکہ وہ سارا لشکر
انتہا یہ ہے کہ پیاسے نہ رہے اسپ و شتر
ہاتھ میں شاہ نے پُر آب لیا ایک ساغر
حر کے پاس آئے تو دیکھا کہ بہت ہے مضطر
اس سے فرمایا کہ اے پیاس کے مارے پی لے
آج اس دشت میں ہاتھوں سے ہمارے پی لے

۵۲

حر نے کچھ سوچ کے وہ جام لیا اور پیا
شہ نے اک دوسرا جام اس کو کیا اور عطا
پی کے جب ہو چکا سیراب تو حضرت نے کہا
تیرا کیا قصد ہے جائے گا کہاں مجھ کو بتا
بولا حر کیا کہوں محکوم ہوں مجبور ہوں میں
ڈر سے حاکم کے رہِ حق سے بہت دور ہوں میں

۵۳

کہہ کے یہ جیب سے پھر اس نے نکالا ناما
ہاتھوں پر رکھ کے ادب سے شہِ والا کو دیا
کھول کر اس کو محمدؐ کے نواسے نے پڑھا
حاکمِ شاہ نے تاکید سے اس میں تھا لکھا
زر کی خواہش ہے تو کچھ زور دکھانا ہے تجھے
گھیر کر حضرتِ شبیرؑ کو لانا ہے تجھے

۵۴

دیکھ جانے نہ کہیں پائے علیؑ کا دلبر
کی کمی تو نے ذرا بھی تو مجھے ہوگی خبر
فوج کی بہرِ مدد تجھ کو ضرورت ہو اگر
میں روانہ کروں فوراً اسے شب ہو کہ سحر
گھیر کر شاہِ مدینہ کو اگر لائے گا
تو خزانہ سے زر و لعل و گہر پائے گا

۵۵

پڑھ کے اس نامہ کو حر سے شہِ والا نے کہا
میں جہاں جاؤں گا چھوڑیں گے نہ مجھ کو اعدا
جس کی نانا نے خبر دی تھی وہی وقت آیا
زندگی کا نہیں اب لطف زمانے میں رہا
گھر سے جنگل کے بسانے کے لئے نکلا ہوں
ظلم پر صبر دکھانے کے لئے نکلا ہوں

۵۶

مگر اب قصد ترا کیا ہے مجھے بھی تو بتا
حر یہ بولا کہ عجب فکر میں ہوں اے مولا
چھوڑتا ہوں میں اگر آپ کو تو ہو گا برا
ساتھ والوں نے مرے جا کے جو حاکم سے کہا
کسی صورت وہ اماں مجھ نہ دے گا واللہ
قید زندانِ مصیبت میں کرے گا واللہ

۵۷

اپنے ہمراہ اگر آپ کو لے جاؤں گا
ہے یقیں لعل و گہر خلعت و زر پاؤں گا
گو سمجھتا ہوں کہ اک روز مَیں پچھتاؤں گا
حکمِ حاکم کا بہر طور بجا لاؤں گا
غم ہے یہ بھی کہ نہ احسان فراموش ہوں میں
فکر یہ بھی ہے فریضے سے سبکدوش ہوں میں

۵۸

شہ نے فرمایا تری عقل میں آیا ہے فتور
کس طرف دھیان ہے تیرا نہیں کچھ تجھ کو شعور
فوج کافی ہے تیرے پاس ہے کیا اس پہ غرور
ساتھ لے جائے مجھے یہ نہیں تیرا مقدور
ہو کے سیراب بھلا اتنا تو مدہوش نہ ہو
کہیں دم بھر میں اجل سے تو ہم آغوش نہ ہو

۵۹

کہہ کے یہ بات شہِ دیں ہوئے گھوڑے پہ سوار
تھام لی حر نے بہ تعجیل لجامِ رہوار
اور بولا کہ میں اب جانے نہ دوں گا زنہار
شہؑ نے فرمایا کہ کیا بکتا ہے اُو بداطوار
بے ادب میں نے ابھی تک تجھے سمجھایا ہے
دور ہو، دور مرے شیروں کو غیظ آیا ہے

۶۰

تجھ سا ہو گا نہ کوئی دشمنِ ایماں ظالم
افسری فوج کی پا کر بھی ہے ناداں ظالم
ہَوسِ زر تجھے کردے نہ پریشاں ظالم
کیا ارادہ ہے تجھے روئے تیری ماں ظالم
بھائی عباسؑ کو میں نے جو نہ روکا ہوتا
تیری اس فوج کا کچھ اور ہی نقشا ہوتا

۶۱

حر نے ماں کا جو سنا نام تو ہو کر بے تاب
بولا ہوتا جو کوئی اور تو دیتا میں جواب
آپ کی والدہ ہیں فاطمۂ عرشِ جناب
شان میں ان کی جو میں کچھ کہوں نازل ہو عتاب
شہ نے فرمایا کہ ہے راہ پہ گمراہ بھی ہے
حق سے پھرتا بھی ہے باطن میں حق آگاہ بھی ہے

۶۲

حر نے بگڑے ہوئے سرور کے جو دیکھے تیور
چھوڑ دی ہاتھ سے باگ اور ہٹا گھبرا کر
ایڑ دی شاہ نے رہوار کو یہ فرما کر
سب مرے ساتھ چلے آئیں بلا خوف و خطر
ابھی چلنا ہے بہت گھوڑوں کو مہمیز کرو
دیکھو تاخیر نہ ہو ناقوں کو بھی تیز کرو

۶۳

گوش زد جب یہ ہوا حکمِ شہِ عرش اساسؑ
نزد شہ آئے علم کھولے جناب عباسؑ
ہو کے اسوار قریب آ گئے سب رتبہ شناس
ساتھ سرورؑ کے روانہ ہوئے بے خوف و ہراس
شوق سے شاہ سوئے منزلِ مقصود چلے
جس طرف لے کے چلی مرضیٔ معبود چلے

۶۴

منزلیں کر چکے جب طے کئی سلطانِ انامؑ
ایک منزل پہ سرِ شام کیا سب نے قیام
دیکھ کر سوئے فلک باد شہِ عرش مقام
سب سے فرمانے لگے آج ہے یہ ماہ تمام
جو ہلال اب فلک پیر پہ ظاہر ہوگا
مہہِ اول ہے مگر ہم کو یہ آخر ہوگا

۶۵

سن چکے جبکہ یہ ارشادِ شہنشاہِ ہدا
دیکھ کر چاند پڑھی سب نے باخلاص دعا
ہو کے فارغ جو گئے پیشِ شہ ہر دوسرا
جھک کے ہر ایک نے مجرا بصد آداب کیا
شاہ نے دی یہ دعا سب کا ہو انجام بخیر
گھر سے جس کے لئے نکلے ہیں وہ کام ہو بخیر

۶۶

آئے فرما کے یہ سجادۂ طاعت پہ امام
ساتھ ہی سب نے کیا شب کے فریضہ کو تمام
بہر خواب اٹھ کے گئے شاہؑ تو وہ نیک انجام
کھول کر بسترِ راحت ہوئے محوِ آرام
رات آخر جو ہوئی کھل گئے رازِ سحری
اٹھ کے پھر ہو گئے مشغولِ نمازِ سحری

www.emarsiya.com

٦٧

سجدۂ شکر سے فارغ جو وہ دیں دار ہوئے
زین گھوڑوں پہ کسے چلنے کو تیار ہوئے
شاہ کے اہلِ حرم ناقوں پہ اسوار ہوئے
کہہ کے یہ سب سے رواں سیدِ ابرار ہوئے
جس کے ساحل پہ اترنا ہے وہ دریا ہے قریب
حشر تک رہنا ہے اب جس میں وہ صحرا ہے قریب

٦٨

ایک شب اور ہے کل ہو گا سفر اپنا تمام
اب وہاں پہنچیں گے رہنا ہے جہاں ہم کو مدام
عرش و کرسی سے ہے میں رتبہ فزوں تر وہ مقام
نینوا، کرب و بلا، ماریہ، مشہور ہیں نام
اس کی الفت میں وطن چھوڑ کے ہم آئے ہیں
راہ کے سہتے ہوئے رنج و الم آئے ہیں

٦٩

الغرض منزلِ مقصد پہ مسافر پہنچے
ہمرہِ شاہِ زماں یاور و ناصر پہنچے
افتخارِ دو جہاں صابر و شاکر پہنچے
دشت میں قبرِ پیمبرؐ کے مجاور پہنچے
کر کے طے آئے تھے حضرت جو کئی کوس زمیں
ہوئی اُٹھ اُٹھ کے بصد شوق قدم بوس زمیں

٧٠

فخر سے کہتی تھی دیکھ اے فلکِ پیر مجھے
حق نے بخشی ہے عجب طرح کی توقیر مجھے
سمجھیں گے اہلِ نظر سُرمۂ اکسیر مجھے
رشک ہو گا تجھے وہ مل گئی تنویر مجھے
جس کی قسمت میں ہو اس کو یہ شرف ملتا ہے
خاک چھانے کوئی تب دُرِّ نجف ملتا ہے

٧١

کر دیا نیّرِ ایماں نے مُنَوَّر مجھ کو
آج دیکھیں ترے مہر و مہ و اختر مجھ کو
سرورِ دیں نے کیا خلد کا ہمسر مجھ کو
مل گئے سبطِ نبیؐ مالکِ کوثر مجھ کو
رخِ پُرنور سے دریا کا کنارہ چمکا
دیکھ ذروں کی بھی قسمت کا ستاہ چمکا

٧٢

میری زینت ہیں جو تھے دوشِ محمدؐ پہ قدم
میہماں میرے ہوئے بادشہِ عرش حشم
کر دیا رشکِ جناں اب مجھے اللہ رے کرم
ناز زیبا ہے میں جتنا بھی کروں حق کی قسم
کوئی کیا سمجھے گا جو سبطِ نبیؐ سمجھے ہیں
میرے رتبے کو حسینؑ ابن علیؑ سمجھے ہیں

۷۳

جلوہ گر کیا ہوئے ہمشکل پیمبرؐ واللہ
اور ہی اَوج پہ ہے میرا مقدر واللہ
آئے گو ختمِ رسلؐ عرش سے پھر کر واللہ
جائیں گے اب نہ یہاں سے علی اکبرؑ واللہ
حشر تک میری زیارت کو مَلک آئیں گے
جو وہاں پر نہ ملے گا وہ یہاں پائیں گے

۷۴

نور سے ان کے ہوا ہے مہِ انور روشن
چھوٹ سے ان کی ہوا نیّرِ اکبر روشن
یہ نہ ہوتے تو نہ ہوتے تیرے اختر روشن
نقشِ پا نے جو کیا میرا مقدر روشن
عرش و کرسی سے فزوں ہوگئی رفعت میری
دیکھ اے چرخ یہ بدلی ہوئی صورت میری

۷۵

آئے دریا کے کنارے پہ جو کوثر والے
جلوہ فرما ہوئے اللہ و پیمبرؐ والے
افعی چلائے کہ لو آ گئے حیدرؑ والے
بحر سے نکلے زیارت کو مقدر والے
موتیوں کی تھی یہ خواہش کہ صدف سے نکلیں
آبرو پائیں اگر موجوں کی صف سے نکلیں

۷۶

موجیں بڑھنے لگیں افراطِ طرب سے پیہم
کھول کر آنکھیں حبابوں نے کیے تیز قدم
مچھلیاں بولیں کہ پانی میں ٹھہرنا ہے ستم
شور ہے آ گیا دریا کے قریں بحرِ کرم
ساکنِ بحر جو دریا کے کنارے جاگے
آئی سَوتوں کی صدا بخت ہمارے جاگے

۷۷

آ کے عباسؑ نے بہتا ہوا دریا دیکھا
جا کے قاسمؑ نے لہکتا ہوا سبزہ دیکھا
بڑھ کے ہمشکل نبیؐ نے سوئے صحرا دیکھا
پھولوں کو عونؑ و محمدؑ نے شگفتہ دیکھا
لال مسلمؑ کے نہالوں کی طرف تکنے لگے
شاہِ دیں گود کے پالوں کی طرف تکنے لگے

۷۸

ناصرانِ شہِ دیں پھرتے تھے یوں خرّم و شاد
پا کے خوش ہوتا ہے جس طرح کوئی دل کی مراد
دھیان کچھ گھر کا ہے دل میں نہ خیالِ اولاد
کہتے تھے کاش اسی دشت میں ہم ہوں آباد
تا ابد اب یہیں رہنے کا مزا ہے واللہ
آئے قسمت سے یہاں فضلِ خدا ہے واللہ

۷۹

عرض کرنے لگے عباسؑ سے وہ نیک انجام
وقت تھوڑا سا ہے باقی ابھی ہونے کو ہے شام
یہی خواہش ہے ہماری کہ یہیں پر ہو قیام
خیمے استادہ کریں حکم جو دیں شاہِ انام
بیبیاں محمل و ہودج سے نکل کر بیٹھیں
جائے محفوظ میں آرام سے چل کر بیٹھیں

۸۰

پیشِ سرور گئے یہ سن کے جناب عباسؑ
دیکھا کچھ فکر میں ہیں بادشہِ عرشِ اساس
عرض کی جوڑ کے ہاتھوں کو بصد حسرت و یاس
آپ فرمائیں تو خیمے ہوں بپا نہر کے پاس
شہ نے فرمایا بہن سے کہو جا کر بھائی
جو وہ فرمائیں وہی تم کرو آ کر بھائی

۸۱

جا کے عباسؑ نے یہ دخترِ زہراؑ سے کہا
بولیں زینبؑ کہ بتاؤں میں تمہیں کیا بھیا
میری مرضی ہے وہی جو مرے بھائی کی رضا
جب سے چھوڑا ہے وطن ہوش نہیں میرے بجا
خواب میں ماں کو بھی منہ اشکوں سے دھوتے دیکھا
بھائی کہہ کہہ کے بڑے بھائی کو روتے دیکھا

۸۲

نانا فرماتے تھے رو رو کے بصد رنج و محن
دشتِ غربت میں اجڑ جائے گا زہراؑ کا چمن
دل لرزنے لگا بابا کا سنا جب یہ سخن
ہائے پردیس میں چھٹ جائے گی بھائی سے بہن
کیا کہوں ہائے طبیعت مری گھبراتی ہے
یاں کی مٹی سے مجھے خون کی بو آتی ہے

۸۳

کہہ کے یہ رونے لگی زینبِؑ تفتیدہ جگر
کہا اس شیر نے کچھ فکر نہ کیجیے خواہر
زندگی میری ہے جب تک نہیں کچھ خوف و خطر
کس کی ہمت ہے ذرا آنکھ اٹھائے جو اِدھر
لاکھ دشمن ہوں تو اک آن میں پسپا کردوں
میں رواں خون کا دریا لبِ دریا کردوں

۸۴

مہر میں فاطمہ زہراؑ کے ہے یہ نہر بہن
پیشوائی کے لئے بڑھتی ہے ہر لہر بہن
یاں بھی ہم رہنے نہ پائیں تو ہے یہ قہر بہن
شاہ کہتے تھے بسائیں گے یہاں شہر بہن
شک نہیں اس میں کہ دشمن ہے زمانہ اپنا
مگر اب نہر پہ تا حشر ہے قبضہ اپنا

۸۵

کہا زینبؑ نے یہ دل تھام کے اچھا بھائی
چاہو جس جا وہیں خیمے کرو برپا بھائی
جو مقدر میں ہے اپنے وہی ہو گا بھائی
شکر کرتی ہوں ملا ہے مجھے تم سا بھائی
ہے یقین بھائی پہ آنچ آنے نہ دو گے عباسؑ
کہہ چکے تم جو زباں سے وہ کرو گے عباسؑ

۸۶

سن کے زینبؑ کا یہ ارشاد وہ جرّار چلا
آ کے سب حالِ مفصل شہِ والا سے کہا
شہ نے فرمایا مجھے عذر نہیں کچھ بھیا
جو مناسب ہو وہ اس دم کرو اے جانِ وفا
کچھ مجھے گھر سے ہے مطلب نہ غرض بستی سے
خوش ہے ہر حال میں بیزار ہو جو ہستی سے

۸۷

بولے عباسؑ کہ ہے تابعِ فرماں یہ غلام
پھر کہا خادموں سے جلد بپا کردو خیام
بیبیاں محملوں میں بیٹھی ہیں سب بے آرام
بار اونٹوں سے بھی فی الفور اتر جائے تمام
بچے بے چین ہیں بہتر ہے کہ تعجیل کرو
شام سے پہلے ہر اک کام کی تکمیل کرو

۸۸

حکم یہ سنتے ہی فراشوں نے جھاڑی وہ زمیں
کام میں ہوگیا مصروف ہر اک اہل یقیں
جلوہ فرما ہوئے اک سمت شہِ عرش نشیں
آ کے استادہ ہوئے اکبرؑ و قاسمؑ بھی وہیں
تھی یہ صورت ہمہ تن دردوغم و یاس تھے شاہ
چشمِ دل سے نگراں جانبِ عباسؑ تھے شاہ

۸۹

خیمے کھلوانے میں مصروف تھے عباس علیؑ
دیکھا ایک سمت سے کچھ گرد نمودار ہوئی
دیکھ کر اس کو یہ کہنے لگے آپس میں جری
راہ میں چھوڑا تھا جس کو نہ ہو یہ فوج وہی
کوئی بولا کہ جو ایسا ہے تو ہوشیار رہو
تم بھی صف باندھ کے ہر طرح سے تیار رہو

۹۰

دیکھو وہ گرد چھٹی وہ نظر آتے ہیں علم
صاف ہوتا ہے عیاں ہے یہ کوئی فوجِ ستم
کہا عباسؑ نے دیں اذن اگر شاہِ امم
روک دوں ان کو وہیں بڑھنے نہ دوں ایک قدم
ان سے بڑھ کر کوئی پوچھے یہ کدھر آتے ہیں
کیا ارادہ ہے یہ کیوں بانیٔ شر آتے ہیں

۹۱

ذکر یہ تھا کہ قریب آ گئی وہ فوج تمام
ایک جا ہو گئے اس سمت بھی انصار امامؑ
کیا اس فوج کے سردار نے بڑھ کر یہ کلام
حکم سے کس کے بپا ہوتے ہیں بے خوف خیام
اس جگہ رہنے کا ہرگز نہ ارادہ کیجیے
خیر اسی میں ہے کہ ساحل سے کنارہ کیجیے

۹۲

قبضہ کرنے کے لئے آئے ہیں ہم دریا پر
کل یہاں ہے پسرِ سعد کے آنے کی خبر
سیکڑوں فوجیں چلی آتی ہیں کوفہ سے اِدھر
جلد ہی آنے کو ہے شمر مَعِ لشکر شر
انتظامات ہیں یہ ابنِ علیؑ کی خاطر
ہم یہاں آئے ہیں دنیائے دَنیٰ کی خاطر

۹۳

سن کے یہ غیظ میں آیا پسرِ شاہِ نجف
ہاتھ خود بڑھنے لگا تیغ کے قبضے کی طرف
سامنے اس کے گئے چیں بجبیں چیر کے صف
تن کے فرمایا کہ شیر آ گیا شمشیر بکف
کیا نہیں جانتا او ظالم و خود سر مجھ کو
کہتے ہیں خلق میں عباسِ دلاورؑ مجھ کو

۹۴

نہر سے ہم کو ہٹا دے کوئی کیا تاب و مجال
ناز اس فوج پہ ہے تجھ کو یہ بے جا ہے خیال
تو نے دیکھا نہیں شاید ابھی شیروں کا جلال
ایک حملے میں یہ کردیں گے زمیں خون سے لال
ذکر افواج کا تو کر کے ڈراتا ہے ہمیں
کیا سمجھ رکھا ہے کیوں غیظ میں لاتا ہے ہمیں

۹۵

شیر بپھریں نہ کہیں ہوش میں آ اُو مغرور
صاف ظاہر ہے تری عقل میں آیا ہے فتور
کیا ارادہ ہے مرے آگے سے ہوتا نہیں دور
سَبقَتُ جنگ میں کرنا نہیں اپنا دستور
غیظ آئے گا جو مجھ کو تو قیامت ہو گی
منھ کی کھائے گا بہت تجھ کو ندامت ہوگی

۹۶

کہہ کے یہ ہاتھ پہ غازی نے سنبھالی تلوار
جنگ پر ہو گئے اس سمت بھی ظالم تیار
شور کرنے لگے بڑھ بڑھ کے ستمگر اک بار
تیغیں تولے ہوئے آ پہنچے بعزمِ پیکار
اس طرف سے بھی غلامِ شہِ ابرار بڑھے
بہ غضب کھینچ کے شمشیرِ شرر بار بڑھے

۹۷

دیکھا فضہ نے جو یہ دوڑ کے زینبؑ سے کہا
بی بی دیکھو تو قیامت ہوئی ساحل پہ بپا
ہائے عباسِ دلاورؑ کو ہے غصہ آیا
پسرِ شیرِ الٰہی کو یہ کس نے ٹوکا
خیر اللہ کرے جنگ کے آثار ہیں سب
نیزے تانے ہوئے کھینچے ہوئے تلوار ہیں سب

۹۸

سن یہ کہنے لگی خواہرِ سلطانِ امم
کوئی دیکھے تو سہی ہائے یہ کیسا ہے ستم
کہہ دو عباسؑ سے تم کو سرِ سرور کی قسم
جلد آؤ کہ نکلنے کو ہے اب میرا دم
شاہِ والا ہیں کدھر بھائی کو لائیں جلدی
خیر سے پھر کے خدا کے لئے آئیں جلدی

۹۹

شاہ بے چین ہوئے سن کے صدائے خواہر
گئے عباسؑ کے نزدیک بحالِ مضطر
دیکھا اس شیر نے جس وقت کہ آئے سرور
عرض کی آپ وہیں رہیے برائے داور
ان ستمگاروں کو کافی ہے غلام اے آقا
شام تک ہوگا نہ یہ لشکرِ شام اے آقا

۱۰۰

سرکشی کرنے پہ آمادہ ہیں یہ ظلم شعار
اپنی کثرت پہ انہیں ناز ہے اور دل میں غبار
مجھ سے واقف نہیں شاید یہ ذلیل و مکار
ایک حملے میں کیے دیتا ہوں سب کو فی النار
میرے ہوتے ہوئے ساحل پہ ہو قبضہ اِن کا
ابھی کھل جائے گا میرا ہے کہ دریا اِن کا

۱۰۱

شہ نے فرمایا لڑائی کا نہیں یہ ہنگام
ہم کو گر چاہتے ہو روک لو للہ حُسامُ
جو کہ عاقل ہیں سدا لیتے ہیں وہ صبر سے کام
تم تو ہر وقت سمجھتے تھے ہمیں اپنا امام
حکم مانو مرا بابا کی وصیت کی قسم
پھر کے آؤ تمہیں بھائی مری الفت کی قسم

۱۰۲

دیکھو آگے نہ بڑھو پاس ہمارا ہے اگر
وہی عاقل ہے کہ انجام پہ ہو جس کی نظر
چھوڑو ساحل کو ذرا یاد کرو صبرِ پدر
بحث ادنیٰ سے مناسب نہیں ہے اے رشکِ قمر
ضبط غصّہ کرو زینبؑ کی خبر لو بھائی
اک نظر جا کے سکینہؑ کو تو دیکھو بھائی

۱۰۳

جب سنا شیر نے ارشادِ امامِ ذی جاہ
تھرتھری جسم میں پیدا ہوئی کھینچی اک آہ
شہ کی جانب کبھی دیکھا تو کبھی سوئے سپاہ
ہوگئی اشکوں میں پنہاں غضب آلود نگاہ
ہاتھ مَلتے ہوئے با رنج و غم و یاس گرے
شاہ کے قدموں پہ دل تھام کے عباسؑ گرے

۱۰۴

شہ نے فرمایا مرے پاؤں سے بھائی اٹھّو
تم نے غصے میں یہ کیا شکل بنائی اٹھّو
میں فدا تم پہ ہوں اے میرے فدائی اٹھّو
دیکھو قبضے میں تمہارے ہے ترائی اٹھّو
کس کی طاقت ہے کہ ساحل سے ہٹا دے ہم کو
آب زہرہ ہو اگر شیر بھی دیکھے تم کو

۱۰۵

تم میں حمزہؑ کا تہوّر ہے تو جعفرؑ کا جلال
غضبِ خالقِ قہّار ہو ہنگامِ جدال
رعبِ رخ سے ہے عیاں اے اسد اللہ کے لال
غیظ آ جائے تو ہلنے لگے میدانِ قتال
برقِ شمشیر چمک کر جو اجالا کر دے
فوج یہ کیا ہے زمانہ تہ و بالا کر دے

۱۰۶

مگر عباسؑ مجھے امتِ جد ہے پیاری
راس آئے کسی صورت مری محنت ساری
یہی ہر وقت دعا ہے مرے لب پر جاری
میرے اللہ رہِ راست پہ آئیں ناری
مجھ کو یکساں ہے ترائی ہو کہ صحرا عباسؑ
یہی بہتر ہے کہ اب چھوڑ دو دریا عباسؑ

۱۰۷

شہؑ کے سمجھانے سے اٹھا جو وہ پابندِ وفا
جوڑ کر کانپتے ہاتھوں کو یہ سرور سے کہا
آپ کے حکم نے مولا مجھے مجبور کیا
ورنہ ساحل پہ رواں خون کا دریا کرتا
میں غلام آپ کا ہوں آپ ہیں آقا میرے
دھیان یہ تھا اسد اللہؑ ہیں بابا میرے

۱۰۸

سب پہ ظاہر ہے بڑا اخلق میں بابا کا ہے نام
غیظ میں بڑھتے تھے جب کھینچ کے لشکر پہ حُسام
ایک حملے میں بگڑ جاتا تھا فوجوں کا نظام
کس کی طاقت تھی کہ میدان میں کرتا وہ قیام
گئے جس جنگ میں شیرانہ پَروں کو توڑا
سرکشوں کے شہِ صفدر نے سروں کو توڑا

۱۰۹

شہ نے فرمایا وہ وقت اور تھا یہ وقت ہے اور
تم نے دیکھے نہیں بابا پہ بھی کیا کیا ہوئے جور
تم تو خود عاقل و دانا ہو کرو دل میں یہ غور
ہر طرف دشمنِ اللہ و پیمبرؐ کا ہے دور
جنگ کرنے کے لئے ہم نہیں آئے بھائی
صبر سے دیکھیں گے قسمت جو دکھائے بھائی

۱۱۰

سن کے عباسِ دلاورؑ نے یہ حضرتؑ کا سخن
آہ پُردرد بھری اور جھکا لی گردن
آ کے اس شیر نے ہمراہِ شہنشاہِ زمن
خادموں کو یہ دیا حکم بصد رنج و محن
مصلحت شہ کی ہے دریا سے جدا ہوں خیمے
دور ریتی پہ کہیں چلے کے بپا ہوں خیمے

۱۱۱

جلتی ریتی پہ بپا ہو گئے القصہ خیام
محملوں سے اتر آئے حرمِ شاہِ انام
لے کے بھائی کو گئے خیمے میں فی الفور امام
دیکھا حضرتؑ کو جو زینبؑ نے کیا بڑھ کے سلام
شہ نے فرمایا بہن میرا فدائی آیا
تم بہت مضطر و بے تاب تھیں بھائی آیا

۱۱۲

جلد اسپند کرو صدقہ اتارو لا کر
دس ہزار اہلِ ستم کی تھی چڑھائی ان پر
مستعد جنگ پہ اس سمت تھے سب بانیٔ شر
غیظ میں تیغ بکف بڑھتا تھا حیدرؑ کا پسر
قسمیں دی ہیں انہیں تب پھر کے یہ آئے ہیں بہن
کیا کہیں کس طرح اس شیر کو لائے ہیں بہن

۱۱۳

سن کے یہ کہنے لگیں زینبؑ مغموم و حزیں
بھائی عباسؑ بہن کی تمہیں کچھ فکر نہیں
عمر بھر چین ملے اب یہ نہیں مجھ کو یقیں
رہنے دیں گے نہ کہیں ہائے غضب دشمنِ دیں
تھا فقط کہنے کو دریا کا بہانہ بھائی
پھر گیا آلِ محمدؐ سے زمانہ بھائی

۱۱۴

ابتدا جس کی ہے یہ اس کا ہو انجام بخیر
صبح ہو جائے تو کیا جانیے ہو شام بخیر
جس کی خاطر یہاں آئے ہیں وہ ہو کام بخیر
رکھے تم بھائیوں کو خالقِ علّام بخیر
خیر سے پھر کے وطن پھر ہمیں جانا ہو نصیب
پھر گلے فاطمہ صغراؑ کو لگانا ہو نصیب

۱۱۵

کہہ کے یہ بھائی کو لپٹا کے گلے روئی بہن
شاہ سمجھاتے تھے دونوں کو بصد رنج و محن
آکے باہر سے کسی نے کہا یا شاہِ زمن
اور اک شام سے آ پہنچی ہے فوجِ دشمن
شہ نے فرمایا کہ آنے دو نہ کچھ فکر کرو
اپنے معبود کا ہر حال میں تم ذکر کرو

۱۱۶

ساتویں تک یوں ہی آتی رہیں فوجیں پیہم
بھر گیا کثرتِ افواج سے سب دشتِ ستم
گھر گئے نرغۂ اعدا میں شہنشاہِ امم
راستہ نہر کا روکا گیا کھا کر یہ قسم
خیمۂ شاہ تک اب جانے نہ پائے پانی
گھیر لو اس کو کوئی لینے جو آئے پانی

۱۱۷

تھی یہ تاریخِ نہم حالتِ اطفالِ امامؑ
پیاس کے مارے نہ کر سکتے تھے معصوم کلام
دودھ تک مادرِ اصغرؑ کا ہوا خشک تمام
سخت دشوار تھا بے شیر کا جھولے میں قیام
جب تڑپتا تھا تو بہنیں اُسے بہلاتی تھیں
دوڑ کر بیبیاں جھولے کے قریں آتی تھیں

۱۱۸

اے رواںؔ ختم کر اب مرثیہ ہر دل ہے ملول
بعد اس کے جو کیا لکھوں تو ہو جائے گا طول
شبِ عاشور قیامت تھی پئے آلِ رسولؐ
گھر گیا نرغۂ کفار میں فرزندِ بتولؑ
تیر آنے لگے دامانِ سحر چاک ہوا
عصر تک خاتمۂ پنجتن پاک ہو